Al-Abṣār (Research Journal of Fiqh & Islamic Studies)
**ISSN:** 2958-9150 (Print) 2958-9169 (Online)
**Published by**: Department of Fiqh and Shariah, The Islamia University of Bahawalpur.
Volume 04, Issue 01, January - June 2024, PP: 239-253
**DOI:** https://doi.org/10.52461/al-abr.v2i2.2427
**Open Access at**: https://journals.iub.edu.pk/index.php/al-absar/about

# نوجوان نسل کی شخصیت سازی اور تزکیۂ نفس: عصر حاضر کے تناظر میں اسلامی فکری و تربیتی اصولوں کی معنویت

# *Youth Personality Development and Self-Purification: Islamic Educational Principles in Contemporary Context*

***Dr. Hashmat Begum***
*Associate professor, Department of Islamiyat, shaheed Benazir Bhutto women university Peshawar.*
*hashmat.begum@sbbwu.edu.pk*

***Nida Aman***
*Lecturer ،Department of Islamiyat University of Buner*

## Abstract

*The youth represent the future of any nation and serve as the foundational pillars for its intellectual, moral, and spiritual development. Their holistic upbringing is essential for the formation of a healthy and progressive society. In the contemporary era, young people face a multitude of challenges, including moral decline, psychological stress, spiritual emptiness, and an identity crisis. The overwhelming influence of social media, consumer culture, Western ideological dominance, and the weakening of traditional family and educational structures have significantly impacted their character and worldview. As a result, key aspects of personality development such as self-awareness, value-based decision-making, and a clear sense of purpose are gradually eroding. In such a context, the comprehensive development of youth must address both external capabilities like communication skills, confidence, and leadership and internal purification of the soul, known in Islamic thought as* Tazkiyah al-Nafs*. This dual approach ensures that young individuals are not only intellectually and professionally capable but also morally grounded and spiritually conscious. This study explores the potential of youth training through the integrated lens of Islamic teachings and modern psychological theories. The findings reveal a significant research gap, particularly in addressing this topic with a specific focus on the youth age group, in*

All Rights Reserved © 2022 This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

*culturally relevant contexts, and with the inclusion of spiritual dimensions. Given the complexity of modern-day challenges, there is a pressing need to develop a balanced and comprehensive training model that harmoniously blends Islamic values, ethical development, and psychological insights, thus enabling the emergence of a morally upright, emotionally balanced, and socially responsible generation.*

**Key words:** *youth, Personality Development, Self-Purification,* Tazkiyah al-Nafs, *progressive society.*

## 1 موضوع کا تعارف

نوجوان کسی بھی قوم کا قیمتی سرمایہ ہوتے ہیں، جو اس کے مستقبل کی تعمیر، ترقی اور فکری سمت کے تعین میں بنیادی کردار ادا کرتے ہیں۔ ان کی فکری، اخلاقی اور روحانی تربیت ایک صالح، مستحکم اور متوازن معاشرے کی بنیاد فراہم کرتی ہے۔ شخصیت سازی (Personality Development)سے مراد فرد کے کردار، رویوں، رجحانات، جذبات اور خود شعوری (self-awareness) کی ایسی تربیت ہے، جو اُسے بہتر انسان اور ذمہ دار شہری بنانے میں مدد دے۔ اس تربیت کا دوسرا اہم پہلو تزکیۂ نفس ہے، جس کا مقصد انسان کے نفسِ امّارہ کو قابو میں لا کر اُسے روحانی ارتقاء اور اخلاقی تطہیر کی طرف گامزن کرنا ہے۔ اسلامی تعلیمات میں تزکیۂ نفس کو انسان کی نجات اور فلاح کا بنیادی ذریعہ قرار دیا گیا ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

" قَدْ أَفْلَحَ مَنْ زَكَّاهَا () وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسَّاهَا[1]"

"یقیناً وہی فلاح پا گیا جس نے اپنے نفس کو پاک کیا، اور وہ نامراد ہوا جس نے اُسے آلودہ رکھا۔"

یہ آیت اس بات پر واضح دلیل ہے کہ انسانی شخصیت کی تکمیل صرف ذہنی یا جسمانی سطح پر نہیں بلکہ روحانی و اخلاقی اصلاح کے بغیر ممکن نہیں۔ نوجوانوں کی تعمیرِ شخصیت میں جب اسلامی فکر، اخلاقیات اور تزکیۂ نفس کے اصول شامل کیے جائیں، تو ان کی شخصیت ایک متوازن، باکردار اور مقصد شناس شکل اختیار کرتی ہے، جو نہ صرف انفرادی کامیابی بلکہ اجتماعی فلاح کا بھی ذریعہ بنتی ہے۔

تزکیہ نفس دراصل انسانی شخصیت کو نظریاتی، اخلاقی اور عملی آلائشوں سے پاک وصاف کرے کہ اس کی پوری شخصیت تبدیل ہو کر ایک اچھے اور بہترین انسان میں بدل جائے اور وہ لوگوں کو نقصان پہنچانے کی بجائے ان کے لیے نفع کا سامان پیدا کرے۔ دیگر الفاظ میں "تزکیہ نفس" سے مراد انسانی نفس میں موجود شر کے فطری غلبہ کو دُور کرنا اور اسے گناہوں کی ان آلودگیوں اور آلائشوں سے پاک کرنا ہے جو کہ روحانی نشوونما میں رکاوٹ کا باعث بنتی ہیں۔ یعنی وہ شخص کامیاب ہو گا جس نے اپنے افکار کو فکری اور عملی

گمراہیوں سے پاک کیا، اپنے اعمال کو نافرمانیوں کی آلودگی سے بچایا اور اپنے اخلاق کو ہر طرح کی ناپاک خواہشات سے بچا کر رکھا۔

اگر قرآن مجید و سنت کا گہرائی سے مطالعہ کیا جائے تو یہ حقیقت عیاں ہوتی ہے کہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام اجمعین اور تمام آسمانی کتب کے نزول کا اصل مقصد بنی نوع انسان کا تزکیہ نفس ہی رہا ہے۔ جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے نبی کریم ﷺ کی بعثت کے لیے جو دعا فرمائی اس میں آپ ﷺ کی بعثت کا اصل مقصد ان الفاظ میں ذکر فرمایا:

أَرْسَلْنَا فِيكُمْ رَسُولًا مِنْكُمْ يَتْلُو عَلَيْكُمْ آيَاتِنَا وَيُزَكِّيكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُمْ مَا لَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ[2]

"اے ہمارے رب! تو ان میں انہیں میں سے ایک رسول بھیج جو ان کو تیری آیات پڑھ کر سنائیں اور ان کو کتاب و حکمت کی تعلیم دے اور ان کا تزکیہ کرے، بے شک تو غالب حکمت والا ہے۔"

## 2 تعمیرِ شخصیت اور تزکیۂ نفس: مسلم علماء کی نظر میں

اسلامی تعلیمات میں تعمیرِ شخصیت اور تزکیۂ نفس کو انسان کی کامل فلاح، سماجی ہم آہنگی اور باطنی ارتقاء کے لیے ناگزیر عناصر تسلیم کیا گیا ہے۔ یہ صرف ظاہری اخلاقی آداب یا معاشرتی رویوں تک محدود نہیں، بلکہ فرد کی فکری ساخت، ارادی قوت، جذباتی توازن، اور روحانی وابستگی کو بھی اپنی گرفت میں لیتا ہے۔ اسلام انسان کی شخصیت کو ایک ہمہ جہتی اکائی سمجھتا ہے، جہاں اس کی سوچ، کردار، نیت، اور باطن سب کی اصلاح مطلوب ہے۔ چنانچہ تزکیۂ نفس اور شخصیت سازی محض وعظ و نصیحت کا موضوع نہیں بلکہ ایک مربوط تربیتی عمل ہے، جو فرد کو نہ صرف ایک بہتر انسان بلکہ معاشرے کے لیے کارآمد اور باکردار رکن بنانے کی بنیاد فراہم کرتا ہے۔

### 2.1 امام غزالی رحمہ اللہ (450ھ–505ھ): باطن کی اصلاح، اصل کامیابی

امام ابو حامد الغزالی نے شخصیت سازی کو باطنی اخلاق سے جوڑا اور فرمایا کہ علم و عبادت اس وقت تک فائدہ مند نہیں جب تک کہ انسان کا دل نفس کی آلودگی سے پاک نہ ہو۔ وہ اپنی مشہور کتاب احیاء علوم الدین میں فرماتے ہیں: "نفس کی اصلاح، تمام عبادات اور علم پر مقدم ہے، کیونکہ اگر نفس بیمار ہو تو وہ علم کو بھی غلط استعمال کرتا ہے اور عبادات کو ریاکاری میں بدل دیتا ہے۔"[3] ان کے نزدیک شخصیت کی اصل تعمیر تزکیۂ باطن سے ہی ممکن ہے۔

### 2.2 مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ: تزکیہ، دین کا مقصودِ اصلی

برصغیر کے معروف صوفی و فقیہ، مولانا اشرف علی تھانویؒ نے تزکیۂ نفس کو دینی تربیت کا مرکزی ہدف قرار دیا۔ ان کے نزدیک:

"تزکیۂ نفس دین کا ایسا اہم شعبہ ہے، جس کے بغیر نہ صرف روحانی ترقی ممکن نہیں بلکہ اعمال کی قبولیت بھی مشکوک ہو جاتی ہے۔"[4] انہوں نے اپنے مریدین کو "اصلاحِ نفس" کے عملی طریقے سکھائے، جن میں ذکر، مراقبہ، محاسبہ، اور مجاہدہ شامل تھے۔

### 2.3 سید ابو الاعلیٰ مودودی رحمہ اللہ: متوازن شخصیت کا اسلامی تصور

سید مودودیؒ نے اسلامی نظامِ تعلیم اور تزکیہ کو ایک ہم آہنگ ڈھانچے میں دیکھا، اور فرمایا: "اسلام فرد کی ایسی تربیت چاہتا ہے جو اسے جسمانی، عقلی، اخلاقی، اور روحانی اعتبار سے ایک متوازن شخصیت بنائے۔"[5] ان کے مطابق، مسلمان کی شخصیت کا مرکز خوفِ خدا، تقویٰ، اور شعورِ ذمہ داری پر ہونا چاہیے۔

### 2.4 ڈاکٹر محمود احمد غازی رحمہ اللہ: اخلاق و تزکیہ بطور دینی اساس

ڈاکٹر محمود احمد غازی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب محاضراتِ اخلاقیات میں واضح کیا کہ: "اسلامی اخلاقیات کا ماخذ صرف عقل یا تجربہ نہیں، بلکہ وحی، شریعت اور قلبی تزکیہ ہے۔"[6] ان کے نزدیک شخصیت سازی، صرف ماڈرن نفسیاتی اصولوں سے ممکن نہیں، جب تک کہ دل کو اللہ سے جوڑ کر پاک نہ کیا جائے۔

### 2.5 مولانا امین احسن اصلاحی رحمہ اللہ: قرآن کی روشنی میں تزکیہ

مولانا امین احسن اصلاحیؒ نے تزکیۂ نفس کو قرآن مجید کی اصل دعوت قرار دیا، اور لکھا: "انبیاء کی بعثت کا اصل مقصد انسانوں کے اندر فکر و عمل، نیت و ارادہ اور رویوں کی تطہیر تھا۔"[7] وہ تزکیہ کو محض روحانیت نہیں بلکہ ایک ہمہ جہتی انقلابی عمل تصور کرتے تھے، جو فکر، عقیدہ، اور کردار کو پاک کرتا ہے۔

بنابریں مسلم علماء کی رائے میں تعمیرِ شخصیت اور تزکیۂ نفس نہ صرف فرد کی نجات اور معاشرتی اصلاح کے لیے لازم ہیں بلکہ یہ دینی و دنیاوی کامیابی کی اصل بنیاد بھی ہیں۔ ان علماء نے نہ صرف علمی سطح پر ان موضوعات کو اجاگر کیا بلکہ تربیتی نظام بھی وضع کیے جن پر عمل کر کے افراد کو ایک مکمل، متوازن اور باکردار شخصیت کی طرف رہنمائی دی جا سکتی ہے۔ عصرِ حاضر میں ان افکار کو اسلامی تعلیمات، جدید نفسیات، اور نوجوانوں کے مخصوص حالات کے ساتھ مربوط کرنے کی شدید ضرورت ہے۔

## 3 نوجوان نسل کی تعمیرِ شخصیت اور تزکیۂ نفس کی راہ میں درپیش چیلنجز

نوجوان نسل معاشرے کا مستقبل ہے، اور ان کی تعمیرِ شخصیت اور تزکیۂ نفس (خود کی اصلاح) ایک مضبوط، اخلاقی، اور روحانی معاشرے کی تشکیل کے لیے بنیادی اہمیت رکھتی ہے۔ اسلامی تعلیمات میں تزکیۂ نفس کو ایمان اور عمل صالح کے ذریعے انسان کی روحانی اور اخلاقی پاکیزگی کے طور پر بیان کیا گیا ہے۔ نوجوان نسل معاشرے کا مستقبل ہے، اور ان کی تعمیرِ شخصیت اور تزکیۂ نفس (خود کی اصلاح) ایک مضبوط، اخلاقی، اور روحانی معاشرے کی تشکیل کے لیے بنیادی اہمیت رکھتی ہے۔ اسلامی تعلیمات میں تزکیۂ نفس کو ایمان اور عمل صالح کے ذریعے انسان کی روحانی اور اخلاقی پاکیزگی کے طور پر بیان کیا گیا ہے۔ تاہم، جدید دور میں نوجوان نسل کو سماجی، تکنیکی، اور نفسیاتی چیلنجز کا سامنا ہے جو ان کی شخصیت کی تعمیر اور تزکیۂ نفس کی راہ میں رکاوٹیں پیدا کرتے ہیں۔

تعمیرِ شخصیت سے مراد ایک فرد کی اخلاقی، فکری، اور روحانی صلاحیتوں کا فروغ ہے، جبکہ تزکیۂ نفس اندرونی پاکیزگی اور اللہ سے تعلق کو مضبوط کرنے کا عمل ہے۔

### 3.1 اخلاقی انحطاط اور کردار سازی کی کمزوری

عصرِ حاضر میں نوجوان طبقہ ایک ایسے ماحول میں پرورش پا رہا ہے جہاں جھوٹ، بد دیانتی، لالچ، اور نفس پرستی عام ہو چکی ہے۔ کردار کی پختگی اور اخلاقی استقامت کی بجائے وقتی مفاد، شہرت، اور دنیاوی کامیابی کو اہمیت دی جا رہی ہے۔ اس کی وجہ سے نوجوانوں میں سچائی، دیانتداری، اور ایثار جیسے اوصاف کمزور پڑتے جا رہے ہیں۔ "جب انسان اپنی خواہشات کا غلام بن جائے تو وہ نہ صرف اپنے نفس کا بلکہ پورے معاشرے کا نقصان کرتا ہے۔"[8]

### 3.2 مغربی تہذیب کا ثقافتی دباؤ

مغربی میڈیا، فیشن، اور لائف اسٹائل نے اسلامی معاشروں میں نوجوانوں کے ذہنوں پر گہرے اثرات ڈالے ہیں۔ وہ اسلامی اقدار کو دقیانوسی جبکہ مغربی ماڈلز کو ترقی یافتہ تصور کرتے ہیں، جس سے ان کی شناخت کا بحران پیدا ہوتا ہے۔ یہ ذہنی الجھن شخصیت سازی میں ایک بڑی رکاوٹ ہے۔ " اسلامی نوجوان اگر مغربی فکر سے مرعوب ہو جائے تو وہ اپنی روحانی جڑوں سے کٹ جاتا ہے۔"[9] مولانا وحید الدین خان ان الفاظ میں وضاحت کرتے ہیں کہ: "جو قومیں اپنی تہذیب سے غافل ہو جاتی ہیں، وہ دوسروں کی ثقافت کا شکار ہو جاتی ہیں اور ان کی شناخت مٹ جاتی ہے۔"[10]

واضح ہوا کہ، نوجوان طبقہ شناخت کے بحران کا شکار ہے۔ ایک طرف مغربی ثقافت کی یلغار ہے، دوسری طرف اسلامی تشخص کمزور پڑ چکا ہے۔ اس کشمکش نے نوجوان کو ذہنی انتشار، تضاد اور الجھن میں مبتلا کر رکھا ہے۔

### 3.3 سوشل میڈیا اور ڈیجیٹل فتنہ

سوشل میڈیا نے جہاں ایک طرف علم اور رابطے کی سہولت دی ہے، وہیں دوسری طرف ذہنی اضطراب، خودنمائی، حسد، موازنہ اور وقت کے ضیاع کا سبب بھی بن رہا ہے۔ مسلسل اسکرین ٹائم، غیر محدود معلومات، اور تفریح کے نام پر غیر اخلاقی مواد نوجوانوں کے شعور اور روحانیت کو کمزور کر رہا ہے۔ "فنکار میڈیا نوجوان کے ضمیر کو بے حس کرتا ہے اور اسے باطن کی دنیا سے غافل کر دیتا ہے۔[11]" اس مسئلے کے بارے میں ڈاکٹر ذاکر نائیک لکھتے ہیں کہ: "میڈیا آج کا سب سے بڑا مصلح بھی ہو سکتا ہے اور سب سے بڑا فتنہ بھی۔ افسوس کہ نوجوانوں کی بڑی تعداد اسے فتنہ بنا چکی ہے۔[12]"

لہٰذا واضح ہوا کہ، سوشل میڈیا، ڈرامے، فلمیں، گانے اور انٹرنیٹ پر موجود فتنہ انگیز مواد نوجوانوں کے ذہن و کردار کو بگاڑ رہا ہے۔ وقت کا ضیاع، بے حیائی، نفس پرستی، اور خودنمائی جیسے رجحانات روز بروز بڑھتے جا رہے ہیں، جس سے ان کی فکری اور روحانی بالیدگی رک گئی ہے۔

### 3.4 مادہ پرستی، روحانی خلا اور معرفتِ الٰہی کی کمی

موجودہ دور میں مادہ پرستی (Materialism) نے روحانیت کو پسِ پشت ڈال دیا ہے۔ یہ کہنا بے جا نہ ہو گا کہ ایسے لوگ روحانی سکون سے محروم ہے۔ نوجوان دنیاوی مفادات، ظاہری کامیابی اور لذتوں کے پیچھے دوڑتے ہوئے اپنے باطن کی آواز اور خدا سے تعلق کو فراموش کر چکے ہیں۔ ان کی شخصیت کا مقصد صرف دنیاوی ترقی بن گیا ہے، جس سے اندرونی اضطراب اور روحانی خلا پیدا ہو رہا ہے۔ "تزکیۂ نفس دراصل مادیت سے اوپر اٹھ کر روحانیت کی طرف رجوع کا نام ہے، جو انسان کو اس کے اصل مقام سے آشنا کرتا ہے۔[13]"

عبادات میں دلچسپی کی کمی، قرآن و سنت سے دوری، اور ذکر و فکر کی غفلت نے انہیں باطنی تربیت سے محروم کر دیا ہے۔ یہی روحانی خلا ان کے اندر بے چینی، غصہ، مایوسی اور ذہنی تناؤ کو جنم دیتا ہے۔ "دل کا سکون صرف اللہ کے ذکر میں ہے، اور جب ذکر کم ہو جائے تو دل میں بے قراری بڑھ جاتی ہے۔[14]" امام غزالی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ: ”جوانی وہ عمر ہے جہاں تزکیہ نفس نہ کیا جائے تو خواہشات انسان کو تباہ کر دیتی ہیں۔[15]“

### 3.5 خاندانی و تعلیمی نظام کی کمزوریاں

نصاب تعلیم میں شخصی و اخلاقی تربیت کو وہ اہمیت نہیں دی جاتی جو اسلام کا تقاضا ہے۔ نتیجتاً تعلیمی ادارے صرف پیشہ ورانہ مہارتوں کا

مرکز بن گئے

ہیں، جبکہ کردار سازی، فکری شعور اور تزکیہ نفس جیسے عناصر پسِ پشت چلے گئے۔ "تعلیم کا مقصد محض روزگار حاصل کرنا نہیں بلکہ کردار کی تشکیل اور شعور کی بیداری بھی ہے۔[16]"

نہ تو گھر میں تربیت کا ماحول باقی رہا ہے اور نہ ہی تعلیمی ادارے نوجوانوں کی فکری اور اخلاقی تشکیل میں مؤثر کردار ادا کر رہے ہیں، جس کے نتیجے میں نوجوان کی فکری بنیادیں کمزور ہو گئی ہیں۔ مولانا مناظر احسن گیلانی لکھتے ہیں کہ: "جب خاندان اور درسگاہیں تربیت چھوڑ دیں تو نوجوان فطری طور پر گمراہی کی طرف مائل ہوتے ہیں۔[17]"

خاندان وہ پہلی درسگاہ ہے جہاں شخصیت کی بنیاد رکھی جاتی ہے، مگر آج والدین کی مصروفیات، والدین و اولاد کے درمیان فاصلے، اور تربیتی فقدان کے باعث گھر تربیت کے بجائے صرف رہائش گاہ بن کر رہ گئے ہیں۔ ڈاکٹر اسرار احمد لکھتے ہیں کہ: "اگر خاندان میں تربیت کا ماحول نہ ہو تو معاشرہ بگاڑ کی طرف جاتا ہے اور نسل نو اخلاقی تنزلی کا شکار ہو جاتی ہے۔[18]"

### 3.6 تشخص اور مقصدِ زندگی کا بحران

اکثر نوجوان اپنے مقصدِ حیات سے ناواقف ہیں۔ ان کی سوچ منتشر ہے، وہ نہ اسلامی شناخت کو سمجھتے ہیں اور نہ زندگی کو کسی مقصد کے تحت گزارنے کا شعور رکھتے ہیں۔ یہی مقصد سے دوری انہیں گمراہی، انتشار اور ذہنی دباؤ کا شکار بناتی ہے۔ سید سلیمان ندوی اس کے متعلق بیان کرتے ہیں کہ: "جب انسان اپنے مقصد کو بھول جائے تو وہ خواہشات کا غلام بن جاتا ہے، اور اس کی شخصیت تباہ ہو جاتی ہے۔[19]"

### 3.7 نفسیاتی مسائل اور جذباتی عدم توازن

ذہنی دباؤ، مایوسی، خودکشی کا رجحان، بے چینی، احساسِ کمتری جیسے نفسیاتی مسائل آج کے نوجوان کی شخصیت سازی میں بڑی رکاوٹ ہیں۔ ان کا سبب اکثر تربیتی خلا، روحانی محرومی اور مقصدِ حیات کی کمی ہوتی ہے۔ بقول پروفیسر احمد رفیق اختر کے بقول: "انسان کی روحانی صحت اس کے جذبات اور ذہن پر براہِ راست اثر ڈالتی ہے، اور جب یہ پہلو کمزور ہو جائے تو پورا وجود عدم توازن کا شکار ہو جاتا ہے۔[20]"

### 3.8 عبادات سے غفلت

نماز، تلاوت، ذکر، اور دعا جیسے اعمال جو تزکیۂ نفس کا ذریعہ ہیں، آج کی نوجوان نسل کی زندگی سے غائب ہوتے جا رہے ہیں۔ جب

عبادات سے تعلق کمزور ہوتا ہے تو اللہ سے تعلق بھی کمزور ہوتا ہے، اور یہی اصل زوال ہے۔ "عبادات تزکیۂ نفس کی بنیاد ہیں۔ جب نماز ترک کی جاتی ہے تو گویا انسان نے اپنی روح کی غذا ترک کر دی۔[21]"

یہ امر بالکل واضح ہے کہ نوجوان نسل کو درپیش موجودہ چیلنجز، جیسے کہ روحانی خلا، اخلاقی زوال، فکری انتشار، معاشرتی دباؤ، اور مادیت پرستی، محض انفرادی کمزوری نہیں بلکہ ایک منظم تربیتی بحران کی علامت ہیں۔ یہ مسائل نوجوانوں کی شخصیت سازی اور تزکیۂ نفس کی راہ میں ایسی گہری رکاوٹیں بن چکے ہیں جو فرد کی داخلی اور خارجی تشکیل کو یکساں طور پر متاثر کر رہے ہیں۔ ان چیلنجز سے نمٹنے کے لیے صرف وقتی یا سطحی اقدامات، جیسے رسمی نصیحت یا محدود اخلاقی تعلیم، مؤثر نہیں ہو سکتے۔ عصرِ حاضر میں انفرادی اور اجتماعی سطح پر ایک ایسے جامع تربیتی نظام کی تشکیل نہایت ضروری ہو گئی ہے، جو اسلامی تعلیمات کی روح کے مطابق ہو، اور جس میں ذہن سازی (intellectual grooming)، اخلاقی کردار سازی (moral cultivation)، اور روحانی تزکیہ (spiritual refinement) کو یکجا کیا گیا ہو۔ ایسا نظام محض مذہبی احکام کی تعلیم تک محدود نہ ہو، بلکہ نوجوانوں کی عمر، مزاج، ماحول، اور جدید فکری سوالات کو سامنے رکھتے ہوئے، ان کے شعور، احساسِ ذمہ داری، خود شناسی اور مقصدِ حیات کو واضح کرنے پر بھی زور دے۔ اس نظام کی بنیاد قرآن و سنت کی تعلیمات، سیرتِ نبوی ﷺ کی عملی حکمت، اور مسلم مفکرین و مصلحین کی تربیتی بصیرت پر استوار ہو، تاکہ نوجوان نہ صرف علمی و فکری طور پر پختہ ہوں، بلکہ ان کی شخصیت روحانی طور پر مستحکم، کردار میں متوازن، اور عمل میں مؤثر ہو۔

لہٰذا، اگر ہم واقعی ایک باشعور، باکردار اور بامقصد نسل پروان چڑھانا چاہتے ہیں تو ضروری ہے کہ ہم ان چیلنجز کا نہ صرف گہرا تجزیہ کریں، بلکہ ان کے اسلامی و عملی حل کو عصری تناظر میں فروغ دے کر ایک مربوط، متوازن اور ہمہ گیر تربیتی نظام وضع کریں۔

## 4 اسلامی فکری اور تربیتی اصول

یہ حقیقت روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ نوجوانوں کی شخصیت سازی اور تزکیۂ نفس کے راستے میں درپیش فکری، اخلاقی، نفسیاتی اور سماجی چیلنجز محض عارضی یا سطحی نوعیت کے نہیں، بلکہ یہ ایسی گہری اور پیچیدہ رکاوٹیں ہیں جو ان کی انفرادی و اجتماعی زندگی پر براہ راست اثرانداز ہو رہی ہیں۔ ان مسائل کا حل صرف ظاہری اصلاح یا وقتی تربیتی کوششوں سے ممکن نہیں، بلکہ اس کے لیے ایک گہرائی اور ہمہ گیر سوچ پر مبنی ایسا تربیتی نظام درکار ہے جو اسلامی تعلیمات کی روشنی میں نوجوان کے عقلی، قلبی، روحانی اور اخلاقی پہلوؤں کو ہم آہنگی کے ساتھ پروان چڑھائے۔

اسلام کا انسان کے باطن کی اصلاح پر زور دینا اس بات کا بین ثبوت ہے کہ کسی بھی پائیدار شخصیت سازی کے لیے تزکیۂ نفس اور

اخلاقی تربیت بنیادی ستون کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اس تناظر میں ضروری ہے کہ نوجوانوں کو درپیش ان چیلنجز کا سنجیدگی سے تجزیہ کیا جائے، ان کے اسباب کو سمجھا جائے، اور قرآنی اصولوں، سیرتِ نبوی ﷺ، اور اسلامی فکری ورثے کی روشنی میں ایسے حل پیش کیے جائیں جو موجودہ دور کی نفسیاتی و سماجی ضروریات سے ہم آہنگ ہوں۔ چنانچہ ایک ایسا متوازن تربیتی ماڈل وقت کی اہم ترین ضرورت ہے جو نہ صرف علم و مہارت بلکہ کردار، روحانیت، خود آگاہی اور مقصدِ حیات جیسے عناصر کو بھی یکجا کرے، تاکہ نوجوان نسل ایک باہدف، باکردار اور بامقصد زندگی گزار سکے۔

## 4.1 تعمیر شخصیت کا قرآنی تصوّر

قرآن مجید نے انسان کی شخصیت کی نشوونما اور اس کی فکری و اخلاقی تشکیل کو بنیادی اہمیت دی ہے۔ اس ضمن میں تزکیۂ نفس کو فلاح کی کنجی قرار دیا: " قَدْ أَفْلَحَ مَنْ زَكَّاهَا () وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسَّاهَا"[22] "یقیناً فلاح پا گیا وہ شخص جس نے نفس کا تزکیہ کیا، اور ناکام ہوا وہ جس نے اسے آلودہ رکھا۔" یہ آیت انسانی شخصیت کے اخلاقی اور روحانی پہلو کی اصلاح کو کامیابی کی بنیاد قرار دیتی ہے۔

قرآن نے بار بار انسان کو تفکر، تدبر، اور تعقل کی دعوت دی ہے، جو شخصیت کی فکری تشکیل کا بنیادی ستون ہے: أَفَلَا تَعْقِلُونَ؟[23] "کیا تم عقل نہیں رکھتے؟" سورۃ الروم میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ: إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ[24] "یقیناً اس میں ان لوگوں کے لیے نشانیاں ہیں جو غور و فکر کرتے ہیں۔" ان آیات سے واضح ہوتا ہے کہ شخصیت سازی میں صرف جذبات نہیں بلکہ علم، فہم اور تدبر کو بھی مرکزی حیثیت حاصل ہے۔

اخلاق اسلامی شخصیت کا حسن ہے۔ قرآن نے نبی ﷺ کو اعلیٰ اخلاق کا نمونہ قرار دیا: وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ[25] "اور بے شک آپ بلند اخلاق پر فائز ہیں۔" اس آیت کی روشنی میں شخصیت سازی کا ایک اہم پہلو اخلاقی بلندی ہے، جو معاشرے میں فرد کے رویے، گفتار اور معاملات میں جھلکتی ہے۔ شخصیت کی تکمیل تبھی ممکن ہے جب انسان خوفِ خدا اور تقویٰ کو اپنائے، جس کا ذکر قرآن یوں کرتا ہے: إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ[26] "اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ معزز وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی ہو۔" یہ آیت شخصیت کی روحانی گہرائی کو واضح کرتی ہے، جہاں کردار کی بنیاد رنگ، نسل یا نسب نہیں بلکہ تقویٰ پر ہے۔

شخصیت کی مضبوطی کے لیے صبر، شکر اور استقامت لازمی صفات ہیں: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ[27] "اے ایمان والو! صبر اور نماز کے ذریعے مدد حاصل کرو۔" یہ صفات شخصیت میں تحمل، برداشت، مثبت رویہ اور مشکل حالات میں پائیداری پیدا کرتی ہیں۔

قرآن انسان کو اس کی عزت و تکریم یاد دلاتا ہے: وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ[28] "اور بے شک ہم نے بنی آدم کو عزت دی۔" یہ آیت انسانی شخصیت کو حقیر سمجھنے کے بجائے عزتِ نفس، وقار اور ذمہ داری کا احساس دیتی ہے، جو شخصیت سازی کا ایک بنیادی عنصر ہے۔ انسانی شخصیت تب مکمل ہوتی ہے جب وہ زندگی کے مقصد کو پہچان لے: وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ[29] "میں نے جنّات اور انسانوں کو صرف اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے۔" شخصیت کی تشکیل میں مقصدِ حیات کا شعور انسان کو راہِ ہدایت پر رکھتا ہے اور اس کے اعمال کو بامقصد بناتا ہے۔

## 4.2 فکری اصلاح و تربیت احادیث مبارکہ کی روشنی میں

نبی کریم ﷺ نے نوجوانوں کی تربیت کو امت کی بقاو ترقی کا ذریعہ قرار دیا۔ صحیح بخاری میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک حدیث ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

" سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللَّهُ فِي ظِلِّهِ، يَوْمَ لاَ ظِلَّ إِلاَّ ظِلُّهُ: الإِمَامُ العَادِلُ، وَشَابٌّ نَشَأَ فِي عِبَادَةِ رَبِّهِ"[30]

"سات افراد ایسے ہوں گے جنہیں اللہ اپنے عرش کے سائے تلے جگہ دے گا... ان میں وہ نوجوان بھی شامل ہے جس نے اپنی جوانی اللہ کی عبادت میں گزاری۔"

یہ حدیث واضح کرتی ہے کہ جوانی میں عبادت و تزکیہ اختیار کرنے والے نوجوان کو ربّانی قبولیت کا مقام حاصل ہوتا ہے۔ نبی کریم ﷺ کی حیاتِ مبارکہ ایک جامع تربیتی نمونہ ہے۔ آپ ﷺ نے نوجوان صحابہ کی تربیت کے ان دو پہلوؤں کو نمایاں فرمایا: (۱) روحانی تربیت (۲) خود اعتمادی کی پرورش۔ روحانی تربیت سے متعلق حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو نصیحت کرتے ہوئے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

" اتَّقِ اللَّهِ حَيْثُمَا كُنْتَ، وَأَتْبِعِ السَّيِّئَةَ الحَسَنَةَ تَمْحُهَا، وَخَالِقِ النَّاسَ بِخُلُقٍ حَسَنٍ"[31]

"اللہ سے ہر حال میں ڈرتے رہو، برائی کے بعد نیکی کرو، وہ اسے مٹا دے گی، اور لوگوں سے خوش اخلاقی سے پیش آؤ۔"

یہ جامع نصیحت روحانی، اخلاقی اور معاشرتی تربیت کے تین پہلوؤں پر روشنی ڈالتی ہے۔

## 4.3 خود اعتمادی کی پرورش: سیرتِ نبوی ﷺ کے عملی نمونے کی روشنی میں

نوجوان نسل کی شخصیت سازی میں خود اعتمادی (Self-confidence) کی پرورش ایک نہایت اہم اور بنیادی عنصر ہے، جو اُن کی قیادت، خودی، اور سماجی کردار کے ارتقاء میں مرکزی کردار ادا کرتا ہے۔ سیرتِ طیبہ ﷺ اس حوالے سے نہایت روشن اور

بصیرت افروز مثالیں فراہم کرتی ہے، جہاں رسول اللہ ﷺ نے کم عمر نوجوانوں کو نہ صرف معاشرتی و عسکری ذمہ داریاں سونپیں بلکہ ان کی رہنمائی اور اعتماد پر مبنی تربیت کے ذریعے ان کے اندر قائدانہ صلاحیتیں پروان چڑھائیں، جیسے:

حضرت علی رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ نے بچپن ہی سے اپنی نگرانی میں تربیت دی۔ ہجرت کے موقع پر جب دشمنوں نے نبی ﷺ کے گھر کا محاصرہ کیا، تو آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنی جگہ سلایا تا کہ وہ دشمنوں کو مغالطہ دے سکیں۔[32] یہ اعتماد صرف ایک فرد پر نہیں، بلکہ نوجوان نسل کی صلاحیت پر تھا کہ وہ دین کی حفاظت کے لیے قربانی دے سکتے ہیں۔

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو لشکر کی قیادت سونپنا: حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کی عمر صرف 18 یا 19 سال تھی جب رسول اللہ ﷺ نے اُنہیں ایک عظیم لشکر کا سپہ سالار مقرر فرمایا، جس میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر صحابہ بھی شامل تھے۔[33] یہ فیصلہ محض شخصی محبت کی بنا پر نہ تھا، بلکہ یہ ایک تربیتی حکمت عملی تھی کہ نوجوانوں کو قیادت کے مواقع دیے جائیں تا کہ وہ میدانِ عمل میں اعتماد کے ساتھ آگے بڑھیں اور عملی بصیرت حاصل کریں۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی علمی تربیت: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ، جو رسول اللہ ﷺ کے چچازاد بھائی اور کم عمری میں ہی علم و فہم کے جوہر رکھنے والے تھے، اُنہیں نبی کریم ﷺ نے خصوصی دعائیں دیں: "اللَّهُمَّ فَقِّهْهُ فِي الدِّينِ وَعَلِّمْهُ التَّأْوِيلَ"[34] "اے اللہ! اسے دین کی سمجھ عطا فرما اور اسے تاویل (قرآن کی تفسیر) کا علم دے۔"

بعد ازاں، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کو "ترجمان القرآن" کے لقب سے یاد کیا جانے لگا، اور وہ نوجوانی ہی میں خلفائے راشدین کے مشیر اور علمی مرجع بن چکے تھے۔[35]

سیرتِ نبوی ﷺ سے یہ واضح ہوتا ہے کہ نوجوانوں پر اعتماد، انہیں ذمے داریاں سونپنا، اور ان کی صلاحیتوں کو اجاگر کرنا اسلامی تربیت کا اہم اصول ہے۔ یہ طرزِ عمل جدید تربیتی اصولوں سے مکمل ہم آہنگ ہے، جو نوجوانوں کو اعتماد، خود شعوری، اور قائدانہ بصیرت عطا کرتا ہے۔

## 5 اسلامی تعلیمات میں شخصیت سازی کے تین بنیادی ستون

**عقیدہ و ایمان:** یہ شخصیت کا قلبی و فکری مرکز ہے۔ اللہ پر توکل، آخرت کا یقین اور رسالت کی اطاعت شخصیت میں مقصدیت پیدا کرتی ہے۔

**اخلاق و کردار:** اسلامی تعلیمات میں اخلاق کی بنیاد صدق، امانت، حلم، حیا، اور عدل پر ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: "انما بعثت لأتمم

صالح الأخلاق[36]""میں اخلاقِ حسنہ کی تکمیل کے لیے بھیجا گیا ہوں۔"

**روحانیت اور عبادت:** نماز، ذکر، روزہ، قرآن کی تلاوت، اور توکل جیسی عبادات فرد کی روح کو جلا بخشتی ہیں۔

مذکورہ بالا تفصیلات سے واضح ہوا کہ موجودہ دور میں نوجوان نسل کو شدید ذہنی، نفسیاتی اور سماجی چیلنجز کا سامنا ہے۔ سوشل میڈیا کے غیر حقیقی معیار، مسابقتی تعلیمی ماحول، معاشی دباؤ، خاندانی ناہمواری، اور شناختی بحران نے نوجوانوں کی خود اعتمادی کو متزلزل کر دیا ہے۔ ایسے میں ان کی شخصیت سازی کا عمل صرف تعلیمی یا پیشہ ورانہ تربیت تک محدود نہیں رہ سکتا بلکہ انہیں داخلی طور پر پختہ، بااعتماد اور بصیرت افروز بنانے کی ضرورت ہے۔

سیرتِ نبوی ﷺ نوجوانوں کی تربیت اور خود اعتمادی کے فروغ کا ایسا فکری و عملی نمونہ پیش کرتی ہے جو ہر دور کے لیے قابلِ عمل ہے۔ آج جب نوجوان احساسِ کمتری، خود شکنی، اور ذہنی الجھنوں کا شکار ہیں، تو اسلامی تربیتی ماڈل ہمیں یہ سکھاتا ہے کہ اعتماد کی بنیاد صلاحیتوں پر یقین، دینی بصیرت، اور عملی مواقع کی فراہمی ہے۔ سیرت کے یہ اصول نہ صرف کردار سازی میں مددگار ہیں بلکہ مغربی تربیتی ماڈلز کے مقابلے میں زیادہ ہمہ جہت، متوازن اور روحانی سکون پر مبنی ہیں۔ عصری ادارے، تعلیمی نصاب، اور نوجوانوں سے متعلقہ پالیسی سازی میں اگر ان اصولوں کو شامل کیا جائے تو ہم نہ صرف ایک بااعتماد نوجوان تیار کر سکتے ہیں بلکہ ایک بااخلاق، قیادت کے قابل، اور امت کا درد رکھنے والی نسل بھی پروان چڑھا سکتے ہیں۔

## 6 خلاصہ کلام

سیرتِ نبوی ﷺ سے ثابت ہوتا ہے کہ نوجوانوں کو اعتماد دینا، ان کی صلاحیتوں کو پہچاننا، اور انہیں عملی میدان میں مواقع فراہم کرنا اسلامی تربیت کا بنیادی اصول ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ جیسے نوجوان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی مثالیں اس بات کا واضح ثبوت ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے نوجوانوں کو نہ صرف عزت دی بلکہ اُن پر بھروسا کر کے انہیں قیادت کے منصب پر بھی فائز کیا۔ یہ اندازِ تربیت درحقیقت نوجوانوں کے اندر اعتماد، خود شعوری، اور مقصدیت پیدا کرنے کا مؤثر ذریعہ ہے۔

آج کے نوجوان، جو کہ تاریخی، فکری، اور نفسیاتی بحرانوں سے دوچار ہیں، ان کے لیے سیرتِ طیبہ کی روشنی میں اعتماد پر مبنی تربیت ایک مثبت اور پائیدار حل فراہم کرتی ہے۔ اس ماڈل کو عصرِ حاضر میں بروئے کار لانے کی شدید ضرورت ہے تاکہ ہماری نسلیں نہ صرف علم و ہنر میں ممتاز ہوں بلکہ کردار، اخلاق، اور روحانیت میں بھی نمایاں مقام حاصل کریں۔

## 7 نتائج

1. شخصیت سازی اور تزکیۂ نفس کا تعلق صرف مذہبی پہلو سے نہیں، بلکہ یہ ایک جامع انسانی ترقی کا ماڈل ہے، جو فکری، اخلاقی، روحانی، اور عملی زندگی کو سنوارنے میں مرکزی کردار ادا کرتا ہے۔
2. قرآن و سنت نے نوجوانوں کی تربیت میں خود اعتمادی، قیادت، اور باطنی پاکیزگی جیسے اصولوں کو نمایاں طور پر پیش کیا ہے، جو آج کے چیلنجز سے نبرد آزما ہونے کے لیے موثر ترین بنیاد فراہم کرتے ہیں۔
3. موجودہ دور میں نوجوان شناختی بحران، روحانی خلا، اخلاقی زوال، اور سماجی الجھنوں کا شکار ہیں، جن کا حل محض بیرونی اصلاحات سے ممکن نہیں بلکہ تزکیۂ نفس پر مبنی داخلی تربیت ناگزیر ہے۔
4. سیرتِ نبوی ﷺ میں نوجوانوں کو اعتماد دینا، مشاورت میں شامل کرنا، اور عملی ذمہ داریاں سونپنا ایسے طریقہ ہائے تربیت ہیں، جو دورِ حاضر میں نظر انداز ہو چکے ہیں۔
5. جدید تعلیم و تربیت کا نظام روحانیت اور اخلاقیات سے خالی ہو گیا ہے، جس کی وجہ سے نوجوان محض معلوماتی مشین بن رہے ہیں، کردار سازی سے محروم ہو چکے ہیں۔

## 8 سفارشات

1. اسلامی تربیتی ماڈل کی روشنی میں ایک ہمہ گیر نصابِ شخصیت سازی مرتب کیا جائے، جس میں تزکیۂ نفس، سیرت النبی ﷺ، اور اخلاقی تربیت کو بنیادی حیثیت حاصل ہو۔
2. اسکول، کالج اور جامعات میں کردار سازی کے خصوصی پروگرامز متعارف کرائے جائیں، جن میں قرآن و سنت کی روشنی میں تربیتی ورکشاپس، مطالعہ سیرت، اور عملی رہنمائی شامل ہو۔
3. والدین، اساتذہ اور مذہبی رہنماؤں کو جدید چیلنجز سے آگاہ کر کے اُنہیں اسلامی تربیتی اصولوں کی بنیاد پر نوجوانوں کی رہنمائی کے لیے تیار کیا جائے۔
4. میڈیا اور سوشل میڈیا کو نوجوانوں کی اصلاح کے لیے استعمال کیا جائے، جہاں مختصر دینی پیغامات، سیرت پر مبنی ڈاکیومنٹریز، اور اصلاحی گفتگو عام کی جائے۔

5. حکومتی سطح پر پالیسی سازی میں دینی و اخلاقی تعلیم کو مرکزی حیثیت دی جائے، تاکہ تعلیمی ادارے نہ صرف مہارتیں دیں بلکہ متوازن شخصیتیں بھی تیار کریں۔
6. دینی مدارس اور عصری تعلیمی ادارے مل کر مشترکہ تربیتی ماڈلز تشکیل دیں، تاکہ نوجوانوں کو دین و دنیا دونوں کا شعور حاصل ہو اور وہ امت مسلمہ کے لیے مفید ثابت ہوں۔

## حوالہ جات

[1] سورۃ الشمس، 9،10۔

[2] سورۃ البقرۃ:۱۵۱۔

[3] ابو حامد الغزالی، احیاء علوم الدین، (بیروت: دار الکتب العلمیہ، 2005)، ج:۳، ص:۸۸۔

[4] اشرف علی تھانوی، تزکیۂ نفس (لاہور: ادارہ اسلامیات، 2005)، ص:۲۲۔

[5] سید ابو الاعلیٰ مودودی، اسلامی تہذیب اور اس کے اصول و مبادی (لاہور: ترجمان القرآن، 1998)، ص:۴۵۔

[6] محمود احمد غازی، محاضراتِ اخلاقیات (اسلام آباد: بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، 2007)، ص:۶۱۔

[7] امین احسن اصلاحی، تزکیہ نفس کی راہ (لاہور: ادارہ تدبر قرآن و حدیث، 2001)، ص:۳۵۔

[8] اشرف علی تھانوی، تزکیۂ نفس (لاہور: ادارہ اسلامیات، 2005)، ص:۳۵۔

[9] سید ابو الاعلیٰ مودودی، اسلامی تہذیب اور اس کے اصول و مبادی، ص:۶۱۔

[10] مولانا وحید الدین خان، نوجوان نسل سے خطاب، (مکتبہ الفلاح، دہلی)، ص:۲۹۔

[11] ڈاکٹر محمود احمد غازی، محاضراتِ جدید فقہی مباحث، اسلام آباد، ج:۴، ص:۱۱۲۔

[12] ڈاکٹر ذاکر نائیک، اسلام اور جدید ذرائع ابلاغ، (اسلامک ریسرچ فاؤنڈیشن، ممبئی)، ص:۸۹۔

[13] مولانا سید ابو الحسن علی ندوی ، تعمیرِ سیرت، (ندوۃ المصنفین، لکھنو)، ص:۴۴۔

[14] سورۃ الرعد:۲۸۔

[15] امام غزالی، احیاء علوم الدین، (دار الکتب العلمیہ، بیروت)، ج:۳، ص:۷۹۔

[16] یوسف سلیم چشتی، پروفیسر، اسلام اور جدید ذہن ,(ادارہ ثقافت اسلامیہ، لاہور)، ص:۱۳۲۔

[17] مولانا مناظر احسن گیلانی، اسلام کا نظام تعلیم، (مکتبہ رشیدیہ، لاہور)، ص:۱۱۲۔

[18] ڈاکٹر اسرار احمد، اسلامی معاشرہ اور نوجوان نسل، (مرکزی انجمن خدام القرآن، لاہور)، ص:۷۵۔

[19] سید سلیمان ندوی، خطباتِ مدراس، (ادارہ اسلامیات)، ص:۵۷۔

[20] پروفیسر احمد رفیق اختر، روحانیت اور جدید انسان، (ادارہ فکر و دانش، راولپنڈی)، ص:۱۰۲۔

[21] مولانا جلال الدین عمری، تزکیہ نفس کی اہمیت، (اسلامک فقہ اکیڈمی، دہلی)، ص:۳۹۔

[22] سورۃ الشمس، 10، 9۔

[23] سورۃ البقرۃ، 44۔

[24] سورۃ الروم: 21۔

[25] سورۃ القلم: 4۔

[26] سورۃ الحجرات: 13۔

[27] سورۃ البقرہ: 153۔

[28] سورۃ الإسراء: 70۔

[29] سورۃ الذاریات: 56۔

[30] محمد بن اسماعیل أبوعبداللہ البخاری، **صحیح بخاری**، تحقیق: محمد زھیر بن ناصر الناصر، (دار طوق النجاۃ، 1422ھ)، حدیث نمبر: ۶۲۰، ج: ۱، ص: ۱۳۳۔

[31] ترمذی، أبوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ (۲۷۹ھ)، **سنن الترمذی**، (مصر: شرکۃ مکتبۃ ومطبعۃ مصطفیٰ البابی الحلبی، 1975ء)، حدیث نمبر: ۱۹۸۷، ج: ۴، ص: ۳۵۵۔

[32] ابن ہشام، السیرۃ النبویہ، جلد 2، صفحہ 102۔

[33] ابن سعد، أبو عبداللہ محمد بن سعد بن منیع الھاشمی (م: 230ھ)، الطبقات الکبریٰ، تحقیق: احسان عباس، ( دار صادر۔ بیروت، 1968 ء )، ج: ۲، ص: ۲۴۹۔

[34] محمد بن اسماعیل أبوعبداللہ البخاری، **صحیح بخاری**، تحقیق: محمد زھیر بن ناصر الناصر، (دار طوق النجاۃ، 1422ھ)، حدیث نمبر: ۱۴۳، ج: ۱، ص: ۵۲۔

[35] سیوطی، الاتقان فی علوم القرآن، ج: ۱، ص: ۸۱۔

[36] امام مالک، الموطأ، (داراحیاء التراث العربی)، ج: ۲، ص: ۷۵۱، حدیث نمبر: ۱۶۱۴۔